کربلاء میں کیا ہوا؟
کیوں ہوا؟

ایک مختصر سی داستان
مفسر ومؤرخ امام ابن جریر طبری کی کتاب تاریخ کی روشنی میں

از: سلمان حسینی ندوی

ناشر

جمعیت شباب الاسلام
ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ

تفصیلات کتاب

نام کتاب	:	کربلاء میں کیا ہوا؟ - کیوں ہوا؟
نام مرتب	:	
کمپوزنگ وطباعت	:	ندوی کمپیوٹر سینٹر دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
صفحات	:	۱۶
تعداد	:	۱۰۰۰
اشاعت	:	ستمبر ۲۰۱۸ء
ناشر	:	جمعیت شباب الاسلام، لکھنؤ
قیمت	:	۲۰

ملنے کے پتے

۱ - مکتبۃ الشباب العلمیۃ، برولیا، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
۲ - مجلس تحقیقات ونشریات، پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۳ - مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ

واقعۂ کربلا سے پہلے کیا ہوا

۵٦ھ کے ماہ رجب میں امیر معاویہ مدینہ گئے، اور وہاں یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا، اس کا مشورہ سیاسی مفاد کے لئے مغیرہ بن شعبہ نے دیا تھا، اور اسی کی بنیاد پر امیر معاویہ نے مغیرہ کو کوفہ سے معزول کرنے کے بعد پھر گورنر بنا دیا تھا، امیر معاویہ نے مدینہ آکر حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن الزبیر، حضرت ابن عمر، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلایا، اور ان سے یزید کے بارے میں اتفاق لینا چاہا، انہوں نے مسئلہ کو لوگوں کے اتفاق پر معلق کر کے اپنی جان بچائی، اس وقت مروان مدینہ کا گورنر تھا، ٦٠ھ میں امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا، انتقال کے بعد ۱۵/ رجب ٦٠ھ میں یزید کرسی پر بیٹھا، اس نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو اور مروان کو حکم دیا کہ وہ ان حضرات سے بیعت لیں، انہوں نے حضرت حسین اور عبداللہ بن الزبیر کو طلب کیا، حضرت حسین سمجھ گئے، کہ یزید کی بیعت کا مسئلہ ہے انہوں نے کہا: "**أظن طاغيتهم قد هلك**" پھر حضرت عبداللہ بن الزبیر کو بلایا گیا، بہر حال دونوں نے حیلہ سے جان بچائی، پھر ابن الزبیر خفیہ طریقہ پر مکہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے، حضرت حسین بھی ۲۸/ رجب اتوار کو مکہ روانہ ہو گئے۔

ادھر حضرت حسین کے پاس کوفہ سے خطوط کا انبار لگ گیا تھا، اور ان کو کوفہ آنے کی دعوت دی جا رہی تھی، انہوں نے تحقیق حال کے لئے مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا، مسلم بن عقیل کوفہ میں ابن عوسجہ کے مکان پر مقیم ہوئے، اور وہاں ۱۲ ہزار افراد نے ان سے بیعت کی، اس کی اطلاعات یزید کو ملیں تو اس نے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ حوالہ کر کے مسلم بن عقیل کو

گرفتار کرنے کی ذمہ داری دی، عبیداللہ بن زیاد نے سراغرسانی کے مجرب طریقے اختیار کئے، مسلم بن عقیل ھانی بن عروہ کے مکان منتقل ہو گئے، اور حضرت حسین کو اطلاع بھیج دی کہ ۱۲ ہزار افراد نے بیعت کر لی ہے، اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی، ادھر سرکاری پولیس کے ہاتھوں ھانی اور مسلم گرفتار ہوئے اور پھر بڑی بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔

امیر معاویہ کے انتقال کی خبر جب کوفہ پہونچی، تو سلیمان بن صرد کے مکان پر شیعان علی وحسین کی میٹنگ ہوئی، اور یزید سے مقابلہ کی بات طے ہوئی، پھر سلیمان بن صرد، مسیّب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب بن مظاہر وغیرہ کی طرف سے حضرت حسین کو خط لکھا گیا، یہ خط عبداللہ بن سبع ھمدانی اور عبداللہ بن وال کے ذریعہ بھیجا گیا، یہ ۲/ رمضان کو مکہ پہونچے۔

پھر شیعان حسین کی طرف سے قیس بن مسہر صیداوی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی، عمارۃ بن عبید السلولی کو ۵۳- خطوط کے ساتھ روانہ کیا گیا۔

پھر دو دن کے بعد ھانی بن ھانی السبعی، اور سعید بن عبداللہ حنفی کو روانہ کیا گیا، ادھر شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن الحارث، عزرۃ بن قیس، عمرو بن الحجاج الزبیدی اور محمد بن عمیر التمیمی کی طرف سے خطوط روانہ کئے گئے، متعدد قاصدوں سے حضرت حسین کی ملاقات ہوئی، پھر انہوں نے اپنی طرف سے ایک خط لکھا، اور ھانی بن ھانی اور سعید بن عبداللہ الحنفی کے ذریعہ اسے روانہ کیا، اس کے بعد حضرت حسین نے ان کو خط لکھا، کہ میں جلدی حاضر ہونے والا ہوں۔

ادھر عبیداللہ بن زیاد نے کوفہ میں دہشت کا ماحول قائم کر دیا تھا، اور ھانی کو شہید کر دیا گیا تھا، اب مسلم بن عقیل کی باری تھی، وہ بھی گرفتار ہو چکے تھے، انہوں نے محمد بن

الاشعث سے کہا، کہ حسین مکہ سے نکل کھڑے ہوئے ہیں، براہ کرم ان تک یہ پیغام پہونچا دو، کہ کوفہ والوں نے غداری کی ہے، وہ اب واپس چلے جائیں، محمد بن الاشعث نے ایاس بن العسل کو روانہ کیا۔

حضرت حسین نے جب مکہ سے روانگی کا فیصلہ کرلیا تھا، تو عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام نے آکر عرض کیا تھا، کہ عراق والے قابل اعتبار نہیں ہیں، حضرت حسین نے ان کا شکریہ ادا کیا، پھر حضرت عبداللہ بن عباس نے مشورہ دیا کہ عراق والے دھوکہ باز اور غدار ہیں، ان کے پاس جانا صحیح نہیں ہے، عبداللہ بن الزبیر نے روکنے کی کوشش تو نہیں کی، کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ حجاز ان کے لئے صاف رہے، ہاں انہوں نے یہ ضرور کہا کہ اگر آپ یہاں رہیں، تو تمام لوگ آپ پر متحد ہوجائیں گے، لیکن حضرت حسین نے کہا کہ میں یہاں خون بہانا نہیں چاہتا۔

بہر حال حج سے فارغ ہوکر حضرت حسین روانہ ہوگئے، راستہ میں عمرو بن سعید بن العاص کے قاصد ملے، یحیٰی بن سعید ان کا سربراہ تھا، اس نے اس خروج سے اختلاف کیا، اور آپس میں ان کے درمیان ہاتھا پائی ہوئی اور کوڑے چلے، تنعیم سے گذرتے ہوئے آگے چلے ''صفاح'' پہونچے تو فرزدق شاعر ملے، حضرت حسین نے ان سے حال پوچھا، کہا "قلوب الناس معك وسيوفهم مع بني أمية" ''لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں، اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ'' دوران سفر راستہ میں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا خط آیا، کہ آپ آگے نہ جائیں، پورا خاندان ہلاک ہوجائیگا، پھر انہوں نے مکہ کے گورنر عمرو بن سعید کے دستخط کے ساتھ خط بھجوایا کہ آپ واپس آجائیں، تو انہوں نے کہا مجھے حضورﷺ نے خواب میں ایک ہدایت دی ہے، میں اس پر عمل کررہا ہوں، انہوں نے باصرار پوچھا کہ وہ خواب کیا ہے، انہوں نے فرمایا وہ خواب میں نے کسی کو نہیں بتایا، اور تاحیات کسی کو نہیں بتاوں گا۔

۱۰-محرم- بروز جمعہ ۶۱ھ کربلاء کے میدان جنگ میں کیا کیا ہوا

جب حضرت حسین قادسیہ سے تین میل کی دوری پر تھے، تو حر بن یزید فوج کے ساتھ سامنے تھا، اس نے کوفہ کی طرف بڑھنے سے روک دیا، حضرت نے واپسی کا ارادہ کیا، لیکن مسلم بن عقیل کے بیٹے اڑ گئے، کہ ہم انتقام لئے بغیر واپس نہیں ہوں گے، آگے بڑھے، تو عبیداللہ بن زیاد کی فوج سامنے تھی، تو آپ نے کربلاء کی طرف رخ کیا، اور وہیں پڑاؤ کیا، اس وقت آپ کے ساتھ ۴۵-گھوڑسوار، اور ۱۰۰- پیدل فوجی تھے، عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد سے ''رے'' کی گورنرشپ کا وعدہ کررکھا تھا، اب یہ شرط رکھی کہ پہلے حسین سے نمٹو، پھر وہاں کی گورنرشپ ملے گی، عمر بن سعد سے حضرت حسین نے کچھ تجویزوں پر باتیں کیں، لیکن آخر کار جنگ کا فیصلہ ہوا، اور تیروں اور تلواروں کی مشق شروع ہوگئی۔

میدان کربلاء میں حضرت حسین جب پیاس کی شدت میں پانی پینے کے لئے بڑھے تو حصین بن تمیم نے ایک تیر مارا، جو ان کے منہ پر لگا، حضرت حسین زخم پر ہاتھ پھیرتے، خون کو آسمان کی طرف اچھالتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے اللہ ان کو چن چن کے قتل فرما، اے اللہ زمین ان سے پاک فرما۔

دریائے فرات کی طرف پانی کے لئے جب بڑھنے لگے، تو بنی ابان بن دارم کے ایک شخص نے کہا، ان کو روکو، پانی نہ پینے دو، اس وقت حضرت حسین کی زبان سے نکلا، اے

اللہ اسے پیاسا مار، قاسم بن اصبغ کا بیان ہے کہ میں نے پھر اس کا یہ حال دیکھا کہ وہ پیاس سے پاگل ہوا جاتا تھا، اس کو پانی دیا جاتا، پانی پیتا اور پیاس پیاس کا شور مچاتا، یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا، اور وہ ملعون اس حال میں مرا۔

جس وقت اکثر آل بیت شہید ہو چکے تھے، اور حضرت حسین کو ملعونوں نے گھیرے میں لے لیا تھا، تو حضرت حسین کے ایک نوجوان بھتیجے آگے بڑھے، حضرت زینب نے انہیں روکنا چاہا، لیکن وہ تیزی سے لپکے، بحر بن کعب حضرت حسین پر وار کرنے کے لئے تلوار لئے آگے بڑھ رہا تھا، اس نوجوان نے کہا: **یا ابن الخبیثة أتقتل عمی**، اے خبیثہ کی اولاد تو میرے چچا کو قتل کرے گا، اس نے تلوار سے اس نوجوان پر حملہ کیا، اور ان کا ہاتھ کاٹ دیا، حضرت حسین نے اپنے بھتیجے کو اپنے سینہ سے لگالیا، اور فرمایا، صبر کرو، اللہ سے ثواب کی امید رکھو، اللہ تعالیٰ تمہارے باپ دادا حضورﷺ، علی، حمزہ، جعفر اور حسن سے تمہیں ملائیگا۔

راوی محمد بن عبدالرحمٰن کا کہنا ہے کہ میں نے دیکھا کہ بحر بن کعب کے ہاتھ ایسے ہو گئے تھے، کہ جاڑے میں پسینہ سے بھیگے رہتے تھے، اور گرمی میں سوکھ کر لکڑی کی طرح ہو جاتے تھے۔

لڑائی چل رہی تھی، ایک طرف حسین اور ان کے جان نثار تھے، دوسری طرف دنیاداری کی لعنت میں گرفتار، عمر بن سعد تھا، اور اس کے ساتھ خبیث وملعون شمر بن ذی الجوشن تھا، تیروں کی بارش کے بعد اب تلواروں کے وار تھے، ملعون زرعہ بن شریک تمیمی نے حضرت حسین کے ہاتھ پر وار کیا، اور کندھے پر ضرب کاری لگائی، اسی وقت سنان بن انس نخعی مجرم وملعون نے نیزہ سے وار کیا، اور خولی بن یزید سے کہا کہ سر تن سے جدا کر، وہ ہمت نہ کر سکا، تو اس کو گالی بکتے ہوئے خود آگے بڑھا، اور سر تن سے جدا کر دیا۔

جعفر بن محمد بن علی کا بیان ہے، حضرت حسین کے جسم پر ۳۳-زخم نیزے کے تھے، اور ۳۴-تلواروں کے، سنان نے سر خولی کے حوالہ کیا، ان خبیث بے شرم لٹیروں نے حضرت کے تن کے کپڑے بھی لوٹ لئے کسی نے قمیص اتار لی، قیس بن الاشعث نے چادر کھینچ لی، بنی اود کے ایک شخص نے چپل لے لی، بنو نہشل کے ایک شخص نے تلوار جھپٹ لی، یہاں تک کہ ان ملعونوں اور بدمعاش لٹیروں نے عورتوں کا بھی سامان لوٹا۔

فہرست شہداء کربلا

ملعون قاتلوں کی فہرست

ان ملعونوں میں سرفہرست

عبیداللہ بن زیاد،

یزید بن معاویہ،

شمرابن ذی الجوشن،

اور عمر بن سعد ہیں

سیدنا الحسین علیہ السلام	کا قاتل	سنان بن انس نخعی، اس نے حضرت حسین کو قتل کیا
	دوسرا قاتل	خولی بن یزید، یہ سرتن سے جدا کر کے لایا
سیدنا العباس بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	کا قاتل	زید بن رقاد، اور حکیم بن الطفیل
سیدنا عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ	کا قاتل	ھانی بن ثبیت السنبسی
سیدنا جعفر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	کا قاتل	خولی بن یزید
سیدنا عثمان بن علی رضی اللہ عنہ	کا قاتل	خولی بن یزید

سیدنا محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	کا قاتل	قبیلہ بنی ابان کا ایک شخص
سیدنا ابوبکر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	کا قاتل	قاتل کا نام متعین نہیں
سیدنا علی بن الحسین رضی اللہ عنہ	کا قاتل	مرۃ بن منقد بن النعمان العبدی اس نے ان کو نیزہ سے مارا، وہ گرے تو اس کے ساتھیوں نے تلواروں سے ان کے ٹکڑے کر دیئے
سیدنا عبداللہ بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہ	کا قاتل	ہانی بن ثبیت حضرمی
سیدنا ابوبکر بن الحسین رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عبداللہ بن عقبہ غنوی
سیدنا عبداللہ بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ	کا قاتل	حرملہ بن کاہن
سیدنا القاسم بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عمر بن سعد بن نفیل اُزدی، اس نے حضرت قاسم پر حملہ کر کے سرتن سے جدا کر دیا، انہوں نے زخمی ہوتے کہا، ہائے چچا، حضرت حسین نے لپک کر اس ملعون پر وار کیا پھر اسی کی فوج کے گھوڑوں سے وہ روند دیا گیا

سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عبداللہ بن قطبہ طائی
سیدنا محمد بن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عامر بن نھشل تیمی
سیدنا جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ	کا قاتل	بشر بن حوط ھمدانی
سیدنا عبدالرحمٰن بن عقیل رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عثمان بن خالد جھنی
سیدنا عبداللہ بن عقیل رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عمرو بن صبیح الصدائی
سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عمرو بن صبیح الصدائی
سیدنا عبداللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ	کا قاتل	عمرو بن صبیح الصدائی یا اسد بن مالک حضرمی
سیدنا محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ عنہ	کا قاتل	لقیط بن یاسر جھنی

علی اصغر بن الحسین بیمار تھے، حسن بن حسن اور عمر بن حسن چھوٹے تھے، وہ بچ گئے، خواتین میں حضرت زینب بنت علی، حضرت فاطمہ بنت علی، حضرت ام کلثوم بنت علی، حضرت خدیجہ بنت علی، رقیہ بنت علی، حضرت الرباب زوجۃ سیدنا الحسین، حضرت سکینۃ بنت الحسین، حضرت رقیہ بنت الحسین، حضرت حمیدہ بنت مسلم ابن عقیل تھیں، ان کے علاوہ ام وھب زوجۃ عبداللہ بن عمیر الکلبی، اور ام عبداللہ ابن عمیر، ام عمر ابن جنادہ، مسلم ابن عوسجہ کی ایک باندی وغیرہ تھیں۔

موالی آل بیت میں

سلیمان مولی الحسین
منجح مولی الحسین — تینوں کا قاتل — سلیمان بن عوف حضرمی
عبداللہ بن بقطر

مقتولین کربلاء کے سرتن سے جدا کر کے ملعون عبیداللہ بن زیاد کے پاس لائے گئے۔

قبیلہ کندہ کا قیس بن الاشعث ۱۳- سر لایا، قبیلہ ھوازن کا شمر بن ذی الجوشن ۲۰- سر لایا، تمیم کے لوگ ۱۷- سر لائے، بنو اسد کے لوگ ۶- سر لائے، قبیلہ مذحج کے لوگ ۷- سر لائے، بقیہ اور لوگ ۷- سر لائے، کل ۷۰- سر حاضر کر دیئے گئے۔

خولی بن یزید حضرت حسین کے سر کو لے کر رات میں اپنے گھر گیا، اس کی بیوی نوار بنت مالک نے کہا میں اب اس گھر میں نہیں رہوں گی، بیوی کا بیان ہے کہ میں نے سر سے آسمان تک نور کا ایک ستون دیکھا، اور دیکھا کہ سفید پرندے اوپر پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔

یہ ملعون صبح سر لے کر خبیث وملعون عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے گیا، اس کے ساتھ ملعون شمر بن ذی الجوشن، قیس بن الأشعث، اور عمرو بن الحجاج اور عزرۃ بن قیس تھے۔

خبیث وملعون عبیداللہ بن زیاد کے سامنے سر رکھ دیئے گئے، تو وہ خبیث وملعون حضرت حسین کے دانتوں پر ایک لکڑی سے کریدنے لگا، حضرت زید بن ارقم وہاں تھے، وہ تڑپ گئے، اور یہ کہتے ہوئے اور بے تحاشا روتے ہوئے وہاں سے چلے گئے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کو ان لبوں کو بوسہ لیتے دیکھا ہے، تو وہ مجرم وخبیث بولا، اگر تو

اے بڈھے سٹھیانہ گیا ہوتا، تو میں تیری گردن بھی اتار دیتا۔

خاندان نبوت کی خواتین اور بچے اس کے سامنے پیش کئے گئے، تو اس نے دریدہ ذہنی اور بدزبانی کا ثبوت دیا، اور علی اصغر کے بارے میں کہا کہ یہ کیوں بچ گیا، اس کو بھی مارو، حضرت زینب ان سے چمٹ گئیں، اور علی اصغر نے اس سے کہا، کہ ان عورتوں کے ساتھ کسی ذمہ دار کو بھیج دو، آخر وہ بچ گئے، اور ان سب کو شہداء کے سروں کے ساتھ اس نے یزید کے پاس دمشق بھیج دیا۔

یزید ملعون نے ظاہری طور پر قتل کی واردات سے اپنی براءت کا اظہار کیا، اور اس کے گھر کی عورتوں نے غم واندوہ کا مظاہرہ کیا، پھر اس لٹے پٹے قافلہ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا گیا، ظاہر ہے کہ یہ یزید کی سیاسی ڈرامہ بازی تھی، ساری کاروائیاں اس کے آرڈر پر کی گئی تھیں، پھر اس نے اس کے بعد مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ جیسے بدمعاش کو مسلط کر کے، اپنے خلاف بغاوت کو کچلنے کے لئے اہل مدینہ کے صحابہ وتابعین کا جس طرح قتل عام کرایا، اور اس کے گورنر نے ظلم وبدمعاشی کی ساری حدیں جس طرح پار کر دیں اس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ہے، کافروں اور مشرکوں نے احد کی جنگ میں وہ نہیں کیا تھا، جو براہ راست یزید کے آرڈر پر اس خبیث وملعون نے مدینہ منورہ میں کیا، اور اسکے بعد یزید اپنی موت مرا، چند سال حکومت کر کے ہمیشہ کی لعنتوں کا ساز وسامان لے کر دنیا سے رخصت ہوا۔

عمر بن سعد حضرت حسین کے خلاف فوج کی کمان صرف رے اور دیلم کی گورنرشپ کے لئے کر رہا تھا، اور وہ عبیداللہ بن زیاد کو ہر حال میں خوش کرنا چاہتا تھا، شہادت حسین کے بعد اس نے حکم دیا کہ حسین کی لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند دو، دس فوجی اس کے لئے تیار ہوئے، اور انہوں نے لاش کو روند دیا، سینہ اور پیٹھ کی ہڈیاں

توڑ دیں، ان میں اسحاق بن حیوہ حضرمی جیسا کمینہ جانور تھا، جس نے حضرت حسین کی قمیص بھی اتار لی تھی، بعد میں یہ مبروص ہو گیا، ان میں اجش بن مرثد بھی تھا، جس کو بعد میں ایک تیر ایسا لگا کہ اس کا دل چھیدتا نکل گیا۔

جن غیرت مندوں، نے اپنے ایمان اور ضمیر کی صدا پر لبیک کہا، اور سرکاری فوجوں سے بغاوت کر کے حضرت حسین کے دفاع میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ان میں سرفہرست حر بن یزید ہیں، جن کو ملعون عبیداللہ بن زیاد نے حضرت حسین کا حصار کرنے اور ان کو روکے رکھنے کی ہدایت کی تھی، اور ایک ہزار فوجیوں کی کمان سونپ کر ان کو روانہ کیا تھا، لیکن ان کے ایمان، اور ان غیرت مند ضمیر نے اخیر میں ان کو حضرت حسین کے جان نثاروں میں شامل کر دیا، اور انہوں نے ایسی گھمسان کی لڑائی لڑی کہ دشمن کا ان کے سامنے ٹکنا مشکل تھا۔

انہیں میں سوید بن عمرو بن ابی المطاع تھے، جو حضرت حسین کے ساتھ تھے، اور زخموں سے نڈھال ہو کر گر پڑے تھے، ان کے کان میں جب یہ آواز آئی کے حسین شہید کر دیئے گئے تو بے چین ہو کر کسی طرح اٹھے، ان کے پاس صرف ایک چاقو تھا، اس کے سہارے ایک گھنٹہ تک دشمنوں سے لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

انہیں میں سیف بن الحارث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع بھی تھے، جو حضرت حسین کے پاس روتے ہوئے حاضر ہوئے، حضرت نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو، انہوں نے کہا کہ ہم اس پر روتے ہیں کہ آپ کا چاروں طرف سے گھیراؤ کر لیا گیا ہے، اور ہم آپ کی حفاظت نہیں کر پا رہے ہیں، اس کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ ہم اب آخرت میں اپنے بھائیوں سے ملیں گے، پھر انہوں نے دشمنوں سے جم کر مقابلہ کیا، اور شہید ہو گئے۔

اسی طرح عابس بن ابی شبیب شاکری اور شوذب مولی شاکر بھی حاضر ہوئے، اور اپنی محبت اور فداکاری کا ذکر کیا، اور پھر مقابلہ کرتے کرتے شہید ہوگئے، ربیع بن تمیم کا بیان ہے کہ جس وقت عابس بن ابی شبیب نے حملہ کیا تو دشمن کے چھکے چھوٹ گئے، عمر بن سعد نے کہا، اس کو پتھروں سے مارو، چاروں طرف سے پتھروں کی بارش ہوئی، اور وہ صفوں میں گھستے چلے گئے، یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

انہیں میں ضحاک بن عبداللہ مشرقی بھی تھے، جنہوں نے حضرت حسین کے دفاع میں زبردست جنگ کی، اور پھر بچ کر اپنے علاقہ کی طرف نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔

انہیں میں ابوالشعثاء کندی بنوبھدلہ شاخ کے تھے، زبردست تیرانداز، انہوں نے حضرت حسین کے پاس کھڑے ہوکر دشمنوں پر ایسی تیروں کی بارش کی، کہ پانچ کو جہنم رسید کیا۔

یزید بن زیاد، عمر بن سعد کی فوج میں تھے، وہ اس سے الگ ہوکر حضرت حسین کے ساتھ ہوگئے، اور عمر بن سعد کے خلاف جنگ کی، یہاں تک کہ شہید ہوئے، اسی طرح عمر بن خالد، جابر بن الحارث اور سعد مولی عمر، اور مجمع بن عبداللہ حضرت حسین کے جاں نثاروں میں تھے، ایک ہی جگہ جنگ کرتے کرتے یہ سب شہید ہوگئے۔

ابوثمامہ عمرو بن عبداللہ صائدی حضرت حسین کے پاس حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اب دشمن آپ کے قریب آچکے ہیں، اور میں نماز پڑھ کر ان کے مقابلہ پر نکلتا ہوں، نکلے، مقابلہ کیا اور شہید ہوئے، اسی طرح حبیب بن مظاہر حضرت حسین کے فداکاروں میں تھے، دشمن کمانڈر حصین بن تمیم کے گھوڑے پر وار کیا، تو وہ گھوڑے سے گرا، اور بدیل بن صریم نے حبیب بن مظاہر پر تلوار ماری اور وہ شہید ہوگئے، اور ایک تمیمی نے سرتن سے جدا کردیا، ان جاں نثاروں میں زید بن القین بھی تھے، جنہوں نے سخت جنگ کی

اور شہید ہوئے، ان مجاہدوں میں نافع بن ہلال کا بڑا نام ہے انہوں نے دشمن کے بارہ افراد مارے پھر شہید ہوگئے، انہیں میں عزرہ کے بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن بڑی جوانمردی سے لڑے اور شہید ہوئے۔

کربلاء کے قیامت خیز واقعات کی یہ چند خونیں جھلکیاں تھیں، جن سے بنوامیہ کے بدمعاش لونڈوں، اور منحوس اور کمینہ کارندوں کی کاروائیوں کا ایک اندازہ ہوتا ہے، حضور اکرم ﷺ نے ان واقعات کی پیشین گوئی فرمادی تھی، آپ فرماتے تھے، میں ۶۰ھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، میں حکمران لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں، حضرت ابوھریرہ ان حدیثوں کا ذکر کرتے تھے، اور دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے ۶۰ھ سے پہلے دنیا سے اٹھالے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ۵۹ھ میں دنیا سے اٹھالیا، یہ روایتیں بخاری میں موجود ہیں، ایک روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بنوامیہ میں ایک شخص ہوگا، جو میرا طریقہ بدل ڈالے گا، اس کا نام یزید ہوگا۔